

قَالَ فُضِّلَ اللَّهُ بِرَّكَاتِهِ ذَلِكَ فَلَيْفَ حَوْلَ (يونس) ٥٨

فرمادیجئے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے، اس پر خوشی منائیں

# عیدِ کوثر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارہ مسعودیہ

۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان - ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء



کب سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں؟ کون بتائے، کس سے پوچھیں  
 کسی کو نہیں معلوم۔ ظہورِ تہذیبی سے لاکھوں سال پہلے ایک محفل  
 سجائی گئی، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے شرکت فرمائی، ربِّ کریم  
 نے خطاب فرمایا اور اس آنے والے کا ذکر فرمایا جس کے آنے کے بعد نہ صرف  
 امتیوں پر بلکہ نبیوں پر بھی دل آویزا اور جان فدا کرنا فرض قرار پایا۔  
 قرآن کریم کھولے اور اس مقدس محفل کا حال پڑھیے اور پڑھتے ہی جلیے، سُنیے،  
 سُنیے یہ کیسی آواز آرہی ہے :

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو  
 کتابِ حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ  
 تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور  
 ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ ”کیوں تم نے اقرار  
 کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟“ سب نے عرض کی  
 ”ہم نے اقرار کیا“ فرمایا۔ ”گواہ ہو جاؤ اور میں  
 آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“ لے

لے قرآن حکیم، سورہ آل عمران، ۸۱

عقل یہ کہتی ہے کہ جب یہ عظیم الشان پیمانِ محبت باندھا گیا اور آپ کی آمد آمد اور ولادت و بعثت کا ذکر کیا گیا تو یقیناً اُس جہاں سے اِس جہاں میں آکر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت سے یہ عہد لیا ہوگا، اِس آنے والے کا چہرہ چا کیا ہوگا۔۔۔ اِس کا ذکر ولادت کیا ہوگا۔۔۔ بار بار کیا ہوگا۔۔۔ ہر شہر میں، ہر کوچے میں، ہر گلی میں، ہر مکان میں۔۔۔ کم از کم ایک محفل تو سجائی ہوگی۔۔۔ پھر بھی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں سچی ہوں گی۔۔۔ جب اُس آنے والے کا اتنا چہرہ ہوا تو اِس کو سارے عالم میں جانا پہچانا ہونا چاہیئے۔۔۔ ہاں، کیوں نہیں!۔۔۔ آنے سے پہلے ہی سب اِس کو جانتے تھے اور خوب جانتے تھے۔۔۔ وہ آنے والا آنے سے پہلے ایسا جانا پہچانا ہو گیا جیسے باپ کے لیے بیٹے جانے پہچانے ہوتے ہیں۔۔۔ سُنئے سُنئے قرآن حکیم کیا فرما رہا ہے :-

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اِس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں  
جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک  
گر وہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے۔

سورۃ النعام میں بھی یہی فرمایا :-

جن کو ہم نے کتاب دی اِس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں  
کو پہچانتے ہیں، جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان  
نہیں لائے۔

تو جب اِس کی یاد دلوں میں بس گئی اور روحوں میں سما گئی تو یقیناً ہر زبان  
پر اُسی کا ذکر ہوگا، اِس کو اپنی مصیبتوں میں وسیلہ بناتے ہوں گے۔۔۔  
اُسی کو اپنا سہارا سمجھتے ہوں گے۔۔۔ قرآن حکیم سے اِس محبت و وارفتگی کا

حال پوچھیے، سُنئے سُنئے وہ کیا فرما رہا ہے :-

اور اس سے پہلے وہ (یہودی) اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر یہ

ہاں، کیوں نہ ہاتھ پھیلاتے، کیوں نہ دعائیں مانگتے کہ شب و روز اس کے ذکر و اذکار سے فضائیں گونج رہی تھیں، مٹھلیں سج رہی تھیں، آخری محفل کا حال تو قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے — محفل سچی ہے، ہزاروں مسلمان جمع ہیں، ایک اہم اعلان ہونے والا ہے، سب منتظر ہیں، سب گوش برآواز ہیں — سُنئے سُنئے، قرآن حکیم میں یہ کیا آواز آرہی ہے :

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سُناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے، پھر جب احمد اُن کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے، بولے یہ کھلا جادو ہے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے آنے والے کی آمد آمد کی خوشخبری بھی سُنائی اور خوشی منانے کا سلیقہ بھی سکھایا — اپنے چاہنے والوں کے لیے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی، اے زمین پر کھلانے والے، آسمان سے بھی ہم کو کچھ عطا فرما — قرآن حکیم میں یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے، سُنئے اور اس واقعہ سے خوشی منانے کا سلیقہ سیکھئے —

جب حواریوں نے کہا، اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کمزے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک نوان اُتارے، کہا — اللہ سے ڈرو

اگر ایمان رکھتے ہو۔۔۔ بولے۔۔۔ ”تم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے بیچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں“۔۔۔ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی۔۔۔ ”اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوال اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں اور پچلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے“۔۔۔ اللہ نے فرمایا۔۔۔ ”میں اسے تم پر اُتارتا ہوں“۔۔۔ الایہ

غور فرمائیں خوالِ نعمت اُترے تو حال اور مستقبل والوں کے لیے عید ہو اور جانِ نعمت اُترے تو پھر ماضی و حال اور مستقبل والوں کے لیے کیوں عید نہ ہو؟۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس رمزِ محبت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔۔۔ عید منانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور ایک آن نعمت کو نہ بھلایا جائے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ بھلایا جائے کیونکہ نعمت کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے، یہی ہر انسان کی نفسیات ہے۔۔۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔۔۔ پھر جانِ نعمت کو یاد کرنا اور بھی ضروری ہوا۔۔۔ یہ یاد کرنا رب کریم کی سنت ہے، نبیوں کی سنت ہے، فرشتوں کی سنت ہے، نیک مسلمانوں کی سنت ہے۔۔۔ رب کریم خود فرما رہا ہے۔۔۔ ہم بار بار سنتے ہیں، نہ معلوم غور کیوں نہیں کرتے۔۔۔ سنئے سنئے، غور سے سنئے :

۱۔ قرآن حکیم، سورۃ مائدہ : ۱۱۲ ۱۱۵

۲۔ قرآن حکیم، سورۃ مائدہ : ۱۱ ؛ سورۃ ال عمران : ۱۰۳ ؛ سورۃ اعراف : ۸۴؛

سورۃ فاطر : ۳ وغیرہ وغیرہ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جو درود و سلام کے لیے تیار نہیں ان کو وعید سنائی جا رہی ہے اور جو درود و سلام کے لیے تیار اور مستعد ہیں ان کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا ربِّ کریم، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کرنے والوں پر بھی درود بھیج رہا ہے اور اس کے ان گنت فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں۔ دانا انسان کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے۔

ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے، ذکر کرنے والوں سے محبت کرنے لگتا ہے، یہ عشق و محبت کی فطرت ہے۔ جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر عاشق نہیں ہو سکتا۔ دل یہی کہتا ہے، عقل یہی کہتی ہے۔ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے لیے محبت شرطِ اول ہے۔ یہ اللہ فرما رہا ہے، یہ خالق و مالک فرما رہا ہے۔ کس کی مجال کہ سرتابی کرے، کس کی جرأت کہ سرکشی پر کمر باندھے۔ سنیے، سنیے کیا فرما رہا ہے؟ آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے

مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔۔۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔۔۔

دُنیا میں جو چیزیں دل کو کھینچتی ہیں سب ہی تو بیان فرمادیں، ہاں، اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ان سب سے دل ہٹانا ہوگا۔۔۔ سب کو بھلا کر اٹھیں کو یاد کرنا ہوگا۔۔۔ کیا عشق و محبت کی تاریخ میں کسی نے کہیں یہ پڑھا ہے کہ کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ خود یاد کیا ہو اور نہ کسی کو یاد کرنے دیا ہو؟۔۔۔ ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا۔۔۔ کہ محبوب کا ذکر سن کر عاشق منہ بسورنے لگے، ناک بھوں چڑھانے لگے، نتھنے پھلانے لگے، غمض و غضب کے عالم میں محبوب کے ذکر کی محفل سے بڑبڑاتا چلا جائے۔۔۔ یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

اللہ نے انبیاء کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے نیک مسلمانوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے فرشتوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔۔۔ کسی جگہ بھی کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی رسموں اور عادتوں کو اپنانے کا حکم نہیں دیا۔۔۔ مگر ہم نے سرکشی پر کمر باندھی ہے۔۔۔ ہر حکم کو ٹالا ہے اور اپنے نفس کے ہر حکم کو مانا ہے۔۔۔ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی بے شمار رسمیں اور عادتیں ہم نے اپنالی ہیں۔۔۔ اپنانے والے، اس عجیب و غریب طرز عمل پر تنقید کرنے والوں سے بھی بیزار نظر آنے لگے۔۔۔ ان تمام برائیوں کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں، یہود و نصاریٰ کی رسموں کو عام کر رہے ہیں، صلحائے امت کی سنتوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں۔۔۔ کوئی معقول بات

سُننے کے لیے تیار نہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ نہیں نہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے۔ تو حکم یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن یاد کیے جائے، دُرود و سلام پڑھے جائے، فرشتوں کی طرح، نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھے جائے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دشمنی میں دشمنانِ اسلام کا ساتھ نہ دیں۔ ہم محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر رکھیں، یہی وہ دولت ہے جس کو ساری دُنیا کے لوٹنے والے لوٹنے کی فکر میں ہیں، اس دولت کو لُٹنے نہ دیں، اس کی دل و جان سے حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ بجاہِ بید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ و اصحابہ وسلم۔

احقر محمد عود احمد

۱۴/۲ - سی

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی۔ ۷۵۴۰۰ (سندھ، پاکستان)

۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ

۲۲ فروری ۱۹۹۷ء

وَلَسَوْفَ يَجْعَلُونَ



سُننے کے لیے تیار نہیں۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟ نہیں نہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے۔ تو حکم یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن یاد کیے جائے، دُرود و سلام پڑھے جائے، فرشتوں کی طرح، نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھے جائے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دشمنی میں دشمنانِ اسلام کا ساتھ نہ دیں۔ ہم محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر رکھیں، یہی وہ دولت ہے جس کو ساری دُنیا کے لوٹنے والے لوٹنے کی فکر میں ہیں، اس دولت کو لُٹنے نہ دیں، اس کی دل و جان سے حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ بجاہِ بید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ و اصحابہ وسلم۔

احقر محمد عود احمد

۱۴/۲ - سی

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی

کراچی۔ ۷۵۴۰۰ (سندھ، پاکستان)

۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ

۲۲ فروری ۱۹۹۷ء

وَلَسَوْفَ يَجْعَلُونَ